بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

یوں تو اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر فرد اور قوم کو بنی نوع انسان کے لیے سامانِ عبرت بننے سے بچائے مگر خاص طور پر مسلمانوں اور اُمتِ مُسلمہ کو اس ذلت اور رُسوائی سے محفوظ رکھے کیونکہ دنیا میں اس سے بُرا کوئی عذاب نہیں ہوسکتا کہ دنیا کی سرکش اور باغی اقوام کو اُن کے انجامِ بد سے ڈرانے کے لیے مُسلم قوم کی المناک بربادی کا نقشہ ان کے سامنے پیش کیا جائے۔ کسی قوم کی اس سے زیادہ تذلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے "اُمت وسط" بنا کر دنیا میں بھیجے تاکہ وہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ ہدایت دکھلائے مگر یہ "امتِ وسط" خود حق اور سلامتی کے راستے سے ہٹ کر بربادی کے مہیب غاروں میں جا گرے اور انسانیت کے قافلے اس کی تباہی کے رُوح فرسا مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ امتِ مُسلمہ اگر خدا کے پیغام کی علمبردار بن کر اس کے دنیوی اور اُخروی انعامات کی مستحق بن سکتی ہے تو وہ اپنے فرائض سے غافل ہو کر خالقِ کائنات کے غضب کو دعوت دینے کا موجب بھی بن سکتی ہے۔ باری تعالیٰ کی یہ سُنت ہے کہ دنیا کا جو گروہ بھی حق کے راستے سے انحراف کر کے کسی دوسری راہ کو اختیار کرتا ہے قدرت اُسے مختلف قسم کی ناکامیوں اور بربادیوں سے دوچار کرتی ہے لیکن جب خدا کی بندگی کا دعویٰ کرنے والی قوم بندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بجائے خالق کی بغاوت پر آمادہ ہوجاتی ہے تو کائنات کا مالک اُسے دنیا میں ایسے شدائد اور مصائب میں مبتلا کرتا ہے کہ اہلِ دنیا اُس کی حالتِ زار کو دیکھتے ہوئے اُس سے عبرت پکڑتے ہیں۔ یہ حالت محض تباہی بربادی کی آخری حالت نہیں ہوتی بلکہ بے بسی اور بے چارگی اور ذلت و رسوائی کا بھی پست ترین مقام ہوتا ہے اور اس قوم کی کیفیت دنیا والوں کی نظر میں اُس بدترین مجرم کی سی ہوتی ہے جسے پہلے تو ذلت کے ساتھ قتل کیا جائے، پھر اُس کی لاش کی بے حُرمتی کی جائے اور آخر میں اُسے درخت پر لٹکا دیا جائے تاکہ دوسرے لوگ اس جرم کے ارتکاب سے

باز رہیں۔

ہم خدا کے حضور میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں پستی اور بربادی کے اس مقام پر نہ لائے جس پر پہنچ کر ہم دُنیا کے لیے سامانِ عبرت بنیں۔ اس حقیقت سے البتہ انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم نے گذشتہ پچیس برسوں میں بحیثیتِ قوم اپنی طرف سے خدا کے غضب کو دعوت دینے میں قطعاً کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ یہ محض اس ذات کی صفتِ تحمّل کا نتیجہ تھا کہ ہماری مسلسل سرکشی اور بغاوت کے باوجود اُس نے ہم پر عذاب مُسلط نہ کیا بلکہ ہمیں بار بار سنبھلنے کی مہلت دی مگر ہم سنبھلنے کے بجائے دانستہ طور پر اپنی باغیانہ روش پر قائم رہے اور ہر وہ کام کیا جو اُسے ناپسند تھا اور ہر اُس کام کے کرنے سے اجتناب کیا جس سے اُسے راضی کیا جا سکتا تھا۔ ربِّ العزّت نے یُوں تو ہمیں ہر مرحلے پر ہماری بداعمالیوں کے نتائج سے آگاہ کیا اور بڑی واضح نشانیوں کے ذریعے ہمارے سمجھایا کہ ہم جس راہ پر گامزن ہیں وہ خدا کے باغیوں کی راہ ہے جس پر چلنے سے اس کا قہر نازل ہوتا ہے۔ ہمیں اُس ذاتِ برحق کے بے پایاں صبر و تحمّل کی وجہ سے جو ابھی تک اس قہر سے بچایا جا رہا ہے تو اُس کی غایت یہ ہے کہ ہم کسی طرح راہِ راست پر آجائیں ورنہ خدا کے فرشتے ہمیں عذاب کی لپیٹ میں لینے کے لیے بالکل منتظر ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ پاکستان کے مسلمانوں کے لیے خدا کی طرف سے شاید آخری تنبیہ تھی جس کا مقصد ایک طرف انہیں اُن کی بداعمالیوں پر جھنجوڑنا تھا اور دوسری طرف انہیں اس امر سے آگاہ کرنا تھا کہ اگر انہوں نے خدا کی اس رحمت سے اب بھی فائدہ نہ اٹھایا تو پھر اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ بندگیٔ رب کا دعوے کرنے والے نافرمانوں کے ساتھ کرتا ہے مگر افسوس صد افسوس کہ اس تنبیہ کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہ دی گئی بلکہ ہم نے اپنی حماقت سے اللہ تعالیٰ کی اس تائید و نصرت کو اپنی جنگی مہارت پر محمول کیا اور اس فتح مندی پر خدا کے حضور میں سجدۂ شکر بجا لانے کے غرورِ نفس میں مبتلا ہو کر اُس کے خلاف بغاوت کی راہ اختیار کی۔ نتیجہ سامنے ہے کہ پوری قوم داخلی اور خارجی انتشار کی شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ آبادی کا نصف سے زیادہ حصّہ پاکستان سے کٹ کر بھارت کے تسلط میں چلا گیا ہے اور جو حصّہ فی الحال بچ گیا ہے اس میں جس نوعیت کا خلفشار پایا جاتا ہے اُسے دیکھتے ہوئے کوئی ہوشمند شخص کسی روشن مستقبل کی توقع نہیں کر سکتا۔

گذشتہ دنوں جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اس نازک مرحلے پر ملک کی موجودہ تشویشناک صورتِ حال پر کئی دن تک غور وخوض کر کے ان اسباب کی نشاندہی کی ہے جن کی وجہ سے پاکستان کے مسلمانوں پر یہ قیامت ٹوٹی ہے اور پھر نہ صرف انہیں مستقبل کے خطرات سے آگاہ کیا ہے بلکہ ان تدابیر کی طرف بھی بڑے واضح طور پر اشارہ کیا ہے جنہیں اختیار کر کے اُن رُوبہ انحطاط حالات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ارکانِ شوریٰ کے سات روزہ غور وفکر کے نتائج مختلف قراردادوں کی صورت میں منظرِ عام پر آچکے ہیں ہم یہاں ایک قرارداد کے بعض حصّوں کو نقل کر کے اس ملک کے بہی خواہوں کو ان پر سنجیدگی سے غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس قرارداد میں پہلے تو ماضی کی لغزشوں اور مجرمانہ غفلتوں کی طرف قوم کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور پھر اُن تدابیر کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ملک کی تعمیرِ نو کے لیے بے حد ضروری ہیں۔

"جماعت اسلامی پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ سقوطِ مشرقی پاکستان کے اسباب اور اس سے پیدا شدہ مسائل کا جائزہ لینے کے بعد اس یقین کا اظہار کرتی ہے کہ ہم بحیثیت قوم جس شکست، ذلت اور تباہی سے دوچار ہوئے ہیں اور جن خطرات میں گھر گئے ہیں وہ دراصل ایک عذاب ہے جو خدا اور اس کے دین کے ساتھ مسلسل بے وفائی، منافقت اور انحراف کی وجہ سے ہم پر نازل ہوا ہے۔ اب وقت ہے کہ ملت کا ایک ایک فرد اور پوری قوم بحیثیتِ قوم خلوص اور ایمانداری کے ساتھ اپنے کردار کا بے لاگ احتساب کرے، خرابی کے حقیقی اسباب کو سمجھے، ماضی کی غلطیوں پر توبہ واستغفار کرے اور مستقبل کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے ان بنیادوں کو پھر سے مضبوط کرنے کی فکر کرے جن پر ہماری ملی زندگی کی عمارت قائم ہوئی ہے۔

ہمیں جس ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کی وجوہ میں بلاشبہ قیادت کی مجرمانہ کوتاہیوں اور غلطیوں ہی کا نہیں، سُرخ وسفید اور برہمنی سامراج کی بین الاقوامی سازشوں اور ان کے نہایت شرمناک جارحانہ کردار کا بہت بڑا حصہ ہے، لیکن اصلاً یہ تباہی نتیجہ ہے ان تباہ کُن پالیسیوں اور پروگراموں کا جن پر یہاں گذشتہ ۲۴ سال سے عمل ہوتا رہا ہے اور بار بار کے انتباہ کے باوجود جن کی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہ کی گئی۔ یہ ناکامی ہے اس ظالمانہ نظام اور قول وفعل میں مطابقت سے عاری اس قیادت کی جسے تحریکِ پاکستان کے واضح مقاصد اور خدا اور خلق سے کیے گئے وعدوں کے برعکس یہاں غلبہ حاصل رہا، یہاں تک کہ اس کی مسلسل غلط کاریوں نے پوری ملت کو

اس عذابِ الٰہی میں مبتلا کر دیا۔

پاکستان اس وعدے اور اعلان کے ساتھ قائم کیا گیا تھا کہ اس میں زندگی کا سارا نقشہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی انقلابی بنیاد پر اُستوار کیا جائے گا اور اس سرزمین کو اسلامی نظامِ حیات کی عملی تجربہ گاہ بنایا جائے گا۔ لیکن قیامِ پاکستان کے بعد نعرہ تو برابر اسلام ہی کا لگایا جاتا رہا لیکن عملاً عہدوں اور اقتدار کی جنگ، ذاتی اغراض و مفادات کی کشمکش، فسق و فجور کے فروغ اور انفرادی و اجتماعی ہر شعبۂ حیات میں ظلم اور ناانصافی اور دین و اخلاق سے بے پروائی کو زندگی کا محور بنا دیا گیا۔ زندگی کی ہر سطح پر منافقت اور دورنگی کا دَور دورہ ہو گیا۔ شریعتِ اسلامی کے نفاذ کی ہر راہ کو مسدود کرنے کی کوشش کی گئی۔ معیشت اور معاشرت، قانون و سیاست، تعلیم و تربیت اور تمدن و ثقافت کے ہر میدان میں خدا سے کھلی بغاوت کی روش اختیار کی گئی۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور اسلامی قدروں کی ترویج اور پیروی کے بجائے یہاں شراب، جوئے، زنا، فواحش و بے حیائی، اختلاطِ مرد و زن، لادین تہذیب اور غیر اسلامی نظریات کو فروغ دیا گیا۔ یہی وہ اصل جرم ہے جس نے ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں وہ بگاڑ پیدا کیا جس نے ایک چوتھائی صدی کے اندر مسلمانوں کی بے شمار قربانیوں سے بننے والے اس ملک کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ جس قوم کے مختلف گروہوں نے حقیقی بھائیوں کی طرح متحد ہو کر یہ ملک حاصل کیا تھا وہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کی جان، مال اور آبرو کے دشمن بن گئے۔ حد یہ ہے کہ پانچ چھ کروڑ مسلمان پھر اسی ہندو سامراج کے پنجۂ استبداد میں گرفتار ہو گئے ہیں جس سے نجات حاصل کرنے کے لیے انھوں نے پاکستان کی جنگ لڑی تھی اور پاکستان کا جو حصہ بچا رہ گیا ہے اس پر بھی روز افزوں انتشار، خانہ جنگی، نسلی، لسانی اور علاقائی عصبیتوں اور قسطائیت کے سیاہ بادل چھاتے چلے جا رہے ہیں۔"

وہ اسباب جن کی وجہ سے یہ اندوہناک حالات پیدا ہوتے اُن کی طرف مجلسِ شوریٰ نے مندرجۂ ذیل الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

پاکستان کے قیام کے بعد جو نظامِ تعلیم یہاں رائج رکھا گیا اس نے نئی نسلوں کو پاکستان کے نظریے اس کے

مقاصد، اس کی ضرورت، تاریخ اور روایات اور اس کے عالمگیر مشن سے نہ صرف یہ کہ ناآشنا رکھا بلکہ اُلٹا اِس درجہ بیگانہ کر دیا کہ آخرکار اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا اس قوم کی نوجوان نسل کے اندر کثیر تعداد میں جاہلیت کے ایسے علمبردار پیدا ہو گئے جو اسلام اور اسلامی قدروں کے مقابلے میں انہی ملحدانہ نظریات اور اطوارِ زندگی کی خاطر لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں جن سے بچنے کے لیے تقسیم ہند اور پاکستان کے قیام کی جدوجہد کی گئی تھی۔

جو ملک سرتاسر جمہور کی طاقت سے اور جمہوری طریقے سے وجود میں آیا تھا اس میں سیاست و حکمرانی کا وہ طریقہ اختیار کیا گیا جو جمہوریت کی نفی تھا۔ صاف اور سیدھے جمہوری طریقہ سے حکومت چلانے کے بجائے یہاں محلاتی سازشوں، فوجی انقلاب اور آمریت کا راستہ اختیار کیا گیا۔ مفاد پرست سیاسی عناصر، خود غرض سول بیوروکریسی اور طالع آزما فوجی افسروں کا جتھا نتائج سے بے پروا ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بنا رہا۔ اس چیز نے صحت مند سیاسی عمل و ارتقا کے دروازے بالکل بند کر دیئے۔ ان سیاسی و معاشی محرومیوں اور شدید بے اعتدالیوں کو جنم دیا جنہوں نے ملک کو ایک آتش فشاں میں تبدیل کر دیا۔

اس صورتِ حال سے پیدا ہونے والے خطرات کو اِس مجرمانہ تغافل نے خوفناک حد تک بڑھا دیا ہے جو ملک کے مختلف حصّوں اور ملت کے مختلف طبقات کے درمیان حق و انصاف سے کام لینے میں برتا گیا۔ یہاں جو بھی اقتدار پر آیا اس نے غربت و افلاس اور ظلم و ستم کے شکار عوام کے مسائل کے حل کی فکر کرنے کے بجائے اپنے مفاد کی پوجا کی۔ اسی چیز نے نسلی اور علاقائی تعصبات کو ابھرنے کا موقع دیا اور پھر انہی تعصبات کو بیرونی طاقتوں اور ہمارے خارجی دشمنوں نے اپنے مقاصد کے حصُول کے لیے استعمال کیا۔

تاریخ کے اس نازک مرحلہ پر جماعت اسلامی، پُوری قوم اور اس کے ہر سطح کے اربابِ اختیار کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ ملک کے ایک بڑے حصّے کی علیحدگی، اس عبرتناک شکست اور ملک گیر انتشار کے اصل وجوہ کا جائزہ لیں اور ان کے مہیب نتائج کے آئینہ میں اس حقیقت کو اپنے چشم سر دیکھ لیں کہ منافقت کی روش اور خدا کے دین سے عملی بغاوت نے دنیا کی سب سے بڑی

اسلامی ریاست کو کس حشر سے دوچار کیا ہے۔ یہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد اب بھی اگر اصلاحِ حال اور رجوع الی اللہ کی روش اختیار نہ کی گئی تو سخت اندیشہ ہے کہ جو کچھ بچا رہ گیا ہے اس کا انجام اس سے زیادہ اندوہناک ہو۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ نے اِصلاحِ احوال کے لیے جو تدابیر پیش کی ہیں ان کا ذیل میں تذکرہ کیا گیا ہے:

(۱) مجلسِ شوریٰ جماعتِ اسلامی پاکستان انتہائی دلسوزی کے ساتھ قوم اور اس کے کارفرما حضرات کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے کہ ہمارے لیے ہمیشہ کی طرح فلاح و سعادت کا اب بھی ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ہم سچے مسلمانوں کی طرح خلوص کے ساتھ اسلام پر عمل پیرا ہوں، قول و عمل کا تضاد ترک کریں، اپنی پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تصوّرِحیات پر اُستوار کریں، اپنے تعلیمی، معاشی، تمدنی، قانونی اور سیاسی نظام کو قرآن اور سنتِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالیں اور دنیا کے سامنے اس مثالی نظامِ زندگی اور عدل و انصاف کا عملی نمونہ پیش کریں جس کے لیے پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

(۲) جماعتِ اسلامی کے نزدیک ملک کا نظام دیانتداری کے ساتھ صاف سُتھری جمہوریّت کے اصولوں پر چلایا جانا چاہیے۔ مارشل لا، آمریّت، فسطائی طرزِ سیاست، اور جبر و استبداد کے طریقے مزید بگاڑ اور تباہی کے باعث تو بن سکتے ہیں مگر خیر و فلاح کی کوئی راہ ان کے ذریعہ سے ہرگز نہیں نکالی جاسکتی۔ سیاسی زندگی کو دلیل، شائستگی، آزادیٔ اظہار، رواداری اور حقیقی رائے عامہ کے مطابق قیادت کی پُرامن تبدیلی کے اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے، کیونکہ قومی زندگی کو انہی اصولوں پر قائم کرکے ملک و ملت کو تباہی سے بچایا جاسکتا ہے۔

(۳) جماعتِ اسلامی قوم اور حکومت دونوں کو مغرب کی اخلاق سوز ثقافت، شراب، زنا، جُوئے اور دوسرے فواحش و منکرات کی ان تباہ کاریوں کی طرف متوجہ کرتی ہے جو ان بُرائیوں میں مبتلا حکمرانوں کے ہاتھوں ملک و ملت پر وارد ہوئی ہیں اور حکومت اور عوام دونوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ پوری قوت کے ساتھ اِن بُرائیوں کا خاتمہ کریں کیونکہ ان کی بقا و استحکام کا

انحصار ان سماجی برائیوں کے استیصال پر ہے۔ وہ قوم جس کی اساس اور بنیاد ہی خدا کی اطاعت اور اس سے وفاداری پر قائم ہو، اس کی نافرمانی کی راہ اختیار کر کے کبھی فلاح و سعادت سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

(۴) جماعت اسلامی کے نزدیک تمام باشندگانِ ملک کو ملتِ واحدہ میں ضم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام افراد، گروہوں، طبقات اور علاقوں کے درمیان سیاسی اور معاشی عدل و انصاف کے اصولوں کو عملاً کارفرما کیا جائے اس لیے وہ قوم کو دعوت دیتی ہے کہ معاشی اور سیاسی تمام مسائل کے حل کے لیے اسلامی عدل و انصاف پر ملک کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرے۔ اس بارے میں کوتاہی اور انحراف کے برے نتائج جس طرح ماضی میں تباہ کن ہوئے ہیں مستقبل میں بھی ان سے مختلف نتائج کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔

(۵) جماعت اسلامی کے نزدیک ایک صحت مند اور مبنی برحق و انصاف نظام کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ قومی زندگی کی ہر سطح پر ایک دیانتدار، اصول پرست اور اسلام کی وفادار قیادت اُبھرے جو صحیح اسلامی معاشرہ و ریاست کے قیام کی اہل اور سچے دل سے خواہاں ہو۔ دورنگی قیادت کے کارنامے ہم بار بار دیکھ چکے ہیں۔ اس لیے ہم پوری دردمندی کے ساتھ اربابِ اقتدار کو بھی قول و عمل میں یکرنگی پیدا کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور عوام کو بھی احساس دلانا چاہتے ہیں کہ اسلام، اسلام کے نعرے بلند کرتے ہوئے اسلام کے صریح احکام کی علانیہ خلاف ورزی کرنے کی جو ریت ہمارے ہاں عام ہو گئی ہے اس کو بدلنے کی فکر کریں۔ کیونکہ یہ خدا کے غضب کو بھڑکانے والی حرکت ہے۔

جماعت اسلامی تمام برادرانِ ملت سے پُرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ قومی آزمائش کی اس کٹھن گھڑی میں ہمہ گیر اصلاح و تعمیر کے ایک نئے عزم کے ساتھ اٹھیں اور اپنی قومی عزت اور وقار کو بحال کرنے اور اپنے خدا کی رضا کے حصول کے لیے ملک و ملت کو ان کی اصل منزل سے ہمکنار کرنے کی جدوجہد میں شریک ہوں۔"